اداریہ

ادب، تبدیلی اور تیز رفتاری

وقت کا قافلہ تیز رفتاری سے آگے بڑھتا جاتا ہے۔ رکنے والے پیچھے رہ جاتے ہیں اور تیز رو آگے بڑھ جاتے ہیں یہی دنیا کا دستور ہے۔ تیزی کے ساتھ خود کو بدلتا۔ لپکتا، برق رفتاری سے چلتا ہوا گردشِ دوراں کا پہیہ لمحہ بہ لمحہ نت نئی ایجادات سامنے لے کر آرہا ہے۔ زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح ادب میں بھی پہلے کی نسبت کافی تغیر آچکا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے گزرتا ہوا ہر پل ہوا کے گھوڑے پر سوار ہے۔ خاص طور پر جب سے اکیسویں صدی کا آغاز ہوا ہے اس تبدیلی میں پہلے کی نسبت کئی گنا زیادہ تیزی آچکی ہے۔

امریکی فیوچرسٹ(Futurist) ایلون ٹوفلر (Alvin Toffler) نے ۱۹۷۰ء میں اپنی کتاب فیوچر شاک(Future Shock) میں آناًفاناً تبدیلی پہ جو فکر انگیز تحریر لکھی تھی وہ اہمیت کی حامل ہے۔ اس کے خیال میں وقت کے بغیر تبدیلی کی کوئی اہمیت نہیں اور تبدیلی کے بغیر وقت جیسے ٹھہر جاتا ہے۔ اس طرح ادب میں اگر وقت کے تقاضوں کے مطابق تبدیلی نہ ہو تو ادب اپنی معنویت کھو دیتا ہے۔

سرسید تحریک کے بعد اُردو ادب میں تبدیلی کے کئی موڑ آئے جن میں سب سے اہم موڑ ترقی پسند ادب کا تھا جس نے اردو ادب کو سماجی تبدیلی کے گھڑیال کی وقت بدلتی تیز رفتار سوئیوں کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی۔ بیسویں صدی میں اردو ادب میں کئی رجحانات سامنے آئے، ہر رجحان کسی نہ کسی تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ اہم بات یہ ہے کہ اُردو ادب نے ہر تبدیلی کا ساتھ دیا۔ ہر چیلنج کو قبول کیا۔ اس کے بعد لسانی تشکیلات، جدیدیت، مابعد جدیدیت، ساختیات، پسِ ساختیات، ردِ تشکیل، نو آبادیات، مابعد نو آبادیات، تاریخیت نو تاریخیت، جیسے مختلف اور اہم موڑ ادبی و تنقیدی تھیوری کی شکل میں بیسویں صدی سے اکیسویں صدی میں داخل ہوتے چلے گئے۔

قدیم دور سے موجودہ دور تک نہ صرف سیاسی، سماجی، اقتصادی اور معاشرتی تبدیلی آچکی ہے بلکہ گزشتہ کچھ دہائیوں سے موسموں میں بھی انتہا درجے کی تبدیلی محسوس کی جارہی ہے۔ جس کی وجہ سے پورا خطہ بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ کیونکہ یہ تبدیلی خوش کن نہیں ہے۔ ماحولیاتی تنقید اس موسمیاتی تبدیلی کا جائزہ لینے کی کوششوں میں مصروف کار ہے۔ بدلتے ہوئے رہن سہن کے ساتھ ساتھ ایک تبدیلی اقتصادی بھی ہے جس نے معاشرے کے مختلف طبقوں کو مفلوج کرکے رکھ دیا ہے جس کے اثرات براہ راست انسانی زندگی اور ماحول پر مرتب ہو رہے ہیں۔

اسے سنجیدگی سے لینے کی ضرورت ہے۔ انسانی سماج کی بہتری کے لیے ہمیں چاند، سورج، خلا اور سیاروں پہ توجہ دینے کے ساتھ ساتھ زمینی حقائق پہ بھی نظر ثانی کرنا ہو گی۔

اردو ریسرچ جرنل "الحمد" کا بائیس واں شمارہ پیش خدمت ہے۔ گزشتہ شماروں کی طرح یہ شمارہ بھی نوجوان محققین کے ساتھ ساتھ اردو کے معروف و ممتاز محققین کی نگارشات پر مشتمل ہے۔ ہماری ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ الحمد میں شائع ہونے والے مقالات خالصتاً تحقیقی اور تنقیدی نوعیت کے ہوں جن کی عصری، تاریخی اور تحقیقی اہمیت ہو۔ شکر الحمد للہ تحقیقی مجلہ "الحمد" نے بہت کم وقت میں اپنی پہچان قائم کرلی ہے اس میں زیادہ محنت اور خلوص ڈاکٹر شیر علی کا شامل ہے۔ جنھوں نے انتھک محنت سے مجلہ الحمد کو اس کی منفرد شناخت تک پہنچادیا ہے۔ موجودہ شمارہ مشمولات کے حوالے سے اہم اور متنوع مقالات سے مزین ہے۔ جس میں ڈاکٹر مظفر حسین اور ڈاکٹر جابر حسین کا مقالہ "اردو تحقیق صورت حال اور تقاضے" کی بعض تحقیقی و فنی فروگزاشتیں" تحقیق کے مختلف مدارج کے حوالے سے اہمیت کا حامل ہے۔ اسی طرح غزالہ نورین اور ڈاکٹر صدف نقوی کا مقالہ "پروفیسر ضیاء الرحمٰن صدیقی کی ترجمہ شدہ کتاب "جنم دن" کا تجزیاتی مطالعہ "ترجمہ کے حوالے سے بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ میمونہ ریاض اور ڈاکٹر صدف نقوی کا مقالہ اُردو کے ترک شاعر "خلیل طوق آر کا اُسلوب شاعری" شاعری کی فنیاور فکری کئی جہتوں کا احاطہ کرتا ہے۔ ڈاکٹر نعیم مظہر کا مقالہ "کلامِ فیض کا سماجی تناظر" فیض احمد فیض کی سماج اور انسان کے لیے نظریاتی وابستگی اور ادبی کاوش کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ناصرہ پروین اور ڈاکٹر سعید احمد کا مقالہ "نکلے تری تلاش میں: تجزیاتی مطالعہ "مستنصر حسین تارڑ کی سفر نامہ نگاری کا مشاہداتی حوالے سے احاطہ کرتا ہے۔ غلام رسول اور ڈاکٹر سمیع اللہ کا مقالہ "گلستان سعدی: منظوم پنجابی تعارفی مطالعہ "ایک زبان سے دوسری زبان میں منظوم ترجمہ نگاری کے بارے میں اہم معلومات فراہم کرتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ثقلین اور افرا تسنیم کا مقالہ "جمیلہ ہاشمی کے ناولوں میں سیاسی محرکات: مختصر جائزہ" جمیلہ ہاشمی کے ناول کا سیاسی تناظر میں محاکمہ پیش کرتا ہے۔ امید کرتا ہوں کہ آپ کو یہ شمارہ پسند آئے گا۔

ڈاکٹر محمد اشرف کمال

چیف ایڈیٹر